

چند قواعد فقہیہ کی وضاحت

علامہ ابو العرقان محمد انور مگھالوی

(قسط نمبر ۱۱)

قاعدہ نمبر ۵۶:

“لَا عِبْرَةَ لِلدَّلَالَةِ فِي مُقَابَلَةِ التَّصْرِيحِ”

(تصریح کے مقابلہ میں دلالت کا اعتبار نہیں ہوتا)۔

یعنی جب حکم صریح اور حکم دلالت باہم متعارض آ جائیں تو عمل صریح حکم کے مطابق ہوگا اور حکم دلالت چھوڑ دیا جائے گا۔

مثالیں:

۱۔ اگر کسی نے کوئی شے کسی کو بیہ کی اور موہوب لہ نے مجلس بیہ میں ہی موہوبہ شے پر قبضہ کر لیا تو یہ قبضہ صحیح ہوگا اگرچہ واہب نے صراحت قبضہ کی اجازت نہ بھی دی ہو کیونکہ واہب کا ایجاب بیہ ہی قبضہ کی اجازت پر دلالت کرتا ہے۔ مگر اس کے برعکس اگر واہب نے صراحت موہوب لہ کو قبضہ کرنے سے روک دیا تو پھر اس کا قبضہ کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ کیونکہ صریح کے مقابلہ میں دلالت کا اعتبار نہیں ہوتا۔

۲۔ اگر دو آدمیوں نے ایک مہین شے خریدنے کا دعویٰ کیا مگر خریدنے کی تاریخ بیان نہ کی یا دونوں نے ایک ہی تاریخ بیان کی تو اس میں صاحب قبضہ کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اس کا قبضہ ہی اس کے خریدنے کی دلیل ہے۔ مگر اس کے برعکس جب دوسرے نے اس کی نسبت پرانی تاریخ بیان کی تو پھر اسے ترجیح دی جائے گی کیونکہ اس کی تاریخ کا قدیم ہونا اس کی ملکیت کو صراحت ثابت کرتا ہے۔ اس لئے صریح کو دلالت پر ترجیح دی جائے گی۔

نوٹ:

دلالت پر عمل کر لینے کے بعد صریح کا اعتبار نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر فضولی نے کسی کا سامان

فروخت کیا اور اس نے فضولی سے سامان کے ثمن کا مطالبہ کیا تو یہ اس کی جانب سے بیع کو جائز قرار دینے کی دلالت ہوگی۔ جیسا کہ کنز الدقائق کے حاشیہ میں موجود ہے۔

”يَجِيزُهُ ذَلَالَةٌ بَأَنَّ قَبْضَ الثَّمَنِ مِنْ مُشْتَرِيهِ أَوْ طَلَبَهُ أَوْ وَهَبَهُ مِنَ الْمُشْتَرِي أَوْ تَصَدَّقَ بِهِ عَلَيْهِ“ (کنز الدقائق، ص ۲۵۲)

(مالک فضولی کی بیع کو دلالتاً جائز قرار دے سکتا ہے اس طرح کہ مشتری سے ثمن پر خود قبضہ کرے یا اس سے ثمن کا مطالبہ کرے یا مشتری کو ثمن بہہ کر دے یا اسے بطور صدقہ دے دے)۔

اگر اس کے بعد مالک نے صراحتاً بھی بیع کو رد کر دیا تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ کیونکہ دلالت پر عمل ہو جانے کے بعد صریح کا اعتبار نہیں ہوتا۔ (ہکذائی درمختار)

قاعدہ نمبر ۵:

”إِذَا زَالَ الْمَانِعُ عَادَ الْمُنْعُوعُ“

(جب مانع زائل ہو جائے تو ممنوع واپس لوٹ آتا ہے)۔

یعنی جب کسی مانع کے سبب کوئی حکم ممنوع ہو جائے تو مانع ختم ہونے کے ساتھ ہی ممنوع حکم پہلی حالت پر واپس آ جاتا ہے۔

مثالیں:

۱- واہب (بہہ کرنے والا) اگر اپنے بہہ سے رجوع کرنا چاہے تو اسے اختیار ہوتا ہے مگر جب موہوب لڑموہوبہ شے میں اپنی جانب سے کسی شے کا اضافہ کر دے تو واہب کے لئے رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے۔ گویا موہوب لہ کی طرف سے ہونے والا اضافہ واہب کے حق رجوع کے لئے مانع ہے۔ مگر جب یہ مانع زائل ہو جائے گا تو واہب کا حق رجوع بھی لوٹ آئے گا۔ کیونکہ مانع زائل ہونے سے ممنوع کا سابقہ حکم واپس لوٹ آتا ہے۔

۲- ایسا عیب جو بائع کے پاس بیع میں موجود ہو مگر عقد بیع کے وقت وہ اس کا ذکر نہ کرے تو اس پر مطلع ہونے کے بعد مشتری کو بیع واپس لوٹانے کا اختیار ہے۔ مگر جب مشتری کے پاس پہنچنے کے بعد اس میں ایک نیا عیب پیدا ہو جائے تو پھر مشتری کا اختیار عیب ساقط ہو جاتا ہے اور نئے

عیب کے ہوتے ہوئے وہ بیع واپس نہیں کر سکتا۔ مگر جب نیا عیب زائل ہو جائے گا تو پھر خیار عیب کے سبب بیع لوٹانے کا حق بھی دوبارہ ثابت ہو جائے گا۔

۳۔ اگر کسی نے بیع فاسد کے ساتھ کوئی شے خریدی تو اسے بیع فسخ کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

مگر جب مشتری نے بیع بطور رہن مرتہن کے حوالے کر دی تو اس سے بیع فسخ کرنے کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ مگر جو نئی مشتری (راہن) نے مرتہن سے وہ واپس لے لی تو اسے بیع فسخ کرنے کا اختیار بھی دوبارہ حاصل ہو جائے گا۔ (مجمع الانہر)

۴۔ اگر بیچے کی شہادت صغریٰ کے سبب اور ناپینے کی شہادت بصارت نہ ہونے کے سبب رد کر دی گئی تو بیچے کے بالغ ہونے اور اندھے کی بصارت واپس آنے کے بعد اس واقعہ میں ان کی شہادت قابل تسلیم ہوگی کیونکہ بالغ زائل ہونے کے سبب ممنوع واپس آ جاتا ہے۔ (الاشاہ والنظار)

نوٹ:

اندھے کے بیٹا ہونے اور بیچے کے بالغ ہونے کے بعد اس واقعہ میں ان کی شہادت تب قابل تسلیم ہوگی جب اندھا واقعہ پیش آنے کے وقت بیٹا ہو اور بعد میں بصارت سے محروم ہو جائے اور بیچے کی شہادت سن بلوغت کو پہنچنے کے بعد تب قبول ہوگی جب واقعہ پیش آنے کے وقت وہ تیز کی صلاحیت رکھتا ہو بصورت دیگر ان کی شہادت قابل قبول نہیں ہوگی۔

قاعدہ نمبر ۵۸:

”الْبَائِقُ لَا يُعْوَدُ كَمَا أَنَّ الْمَعْدُومَ لَا يُعْوَدُ“

(ساقط ہونے والا حکم واپس نہیں آتا جس طرح معدوم نہیں لوٹتا)۔

یعنی ایسا حکم یا حق جو ایک بار ساقط (ختم) ہو جائے وہ دوبارہ لوٹ کر نہیں آتا جس طرح

معدوم (جو ابتداء ہی نہ ہو) واپس نہیں آتا۔

مثالیں:

۱۔ کسی شخص کو دوسرے کی مملوکہ زمین سے گزرنے کا حق حاصل تھا پھر مالک زمین نے اسے

ساقط کر دیا یعنی اس کے گزرنے پر پابندی لگا دی یا اس گزرگاہ پر اس نے دیوار یا مکان وغیرہ

تعمیر کر دیا تو اس سبب سے اس کے گزرنے کا حق ساقط ہو جائے گا اور اس کے خلاف اس کا

- دعویٰ قابلِ سماعت نہیں ہوگا، اور نہ ہی مالک زمین کو اس کا حق واپس لوٹانے پر مجبور کیا جائیگا۔
- ۲۔ اگر دائن (قرض خواہ) نے مدیون (مقروض) کو دین (قرض) سے بری کر دیا تو مدیون کے ذمہ سے اس کا قرض ساقط ہو جائے گا۔ لہذا اس کے بعد دائن کی جانب سے طلب قرض کا کوئی دعویٰ قابلِ سماعت نہیں ہوگا۔ اگرچہ مدیون نے برآء کے بعد بھی قرض کا اقرار کیا ہو۔ کیونکہ دین ایک وصف ہے جو ساقط ہو جانے کے بعد اقرار کے ساتھ بھی واپس نہیں آتا۔ ہاں اگر اس کا اقرار کسی خاص اور متعین شے کے بارے میں ہو تو وہ قابلِ تسلیم ہوگا، اور وہ شے مقررہ (جس کیلئے اقرار کیا گیا) کو لوٹانا ضروری ہوگا کیونکہ اس میں تجدیدِ ملکیت کا امکان ہے۔
- ۳۔ اگر کسی واقعہ میں خاص علت کی بناء پر کسی کی شہادت رد کر دی گئی تو وہ علت زائل ہونے کے بعد دوبارہ اسی واقعہ میں اس کی شہادت کا اعتبار نہیں ہوگا۔ مثلاً فسق و فجور کے سبب کسی کی شہادت رد کر دی گئی تو بعد ازاں تو پر کرنے کے باوجود اس معاملہ میں دوبارہ شہادت قبول نہیں ہوگی۔ مگر بچے اور اعمیٰ کی شہادت بعض شرائط کے ساتھ دوبارہ قابلِ تسلیم ہوتی ہے، جیسا کہ قاعدہ ستاون میں بیان کیا گیا ہے۔

قاعدہ نمبر ۵۹:

“الْمُتَمَتِّعُ عَادَةً كَالْمُتَمَتِّعِ حَقِيقَةً” (متمتع عادی متمتع حقیقی کی مثل ہوتا ہے)

یعنی ایسا امر جو عادتاً متمتع ہو وہ اس امر کی مثل ہوتا ہے جو حقیقتاً متمتع ہوتا ہے۔

مذکورہ قاعدہ کے مطابق امتناع کی دو قسمیں ہیں: (۱) امتناع حقیقی، (۲) امتناع عادی۔

۱۔ امتناع حقیقی کی تعریف:

“اِفْتِنَاعُ الشَّيْءِ ضَرْوَةٌ لِمُخَالَفَتِهِ لِلْعَقْلِ”

(کسی شے کا خلاف عقل ہونے کے سبب باضروۃ متمتع ہونا امتناع حقیقی

کہلاتا ہے)۔

مثلاً کسی شخص نے ایسے آدمی کے متعلق اپنا بیٹا ہونے کا اقرار کیا جو عمر میں اس سے بڑا ہو

تو اس کا یہ اقرار خلاف عقل ہونے کے سبب حقیقتاً باطل ہوگا۔

۲۔ امتناع عادی کی تعریف:

“اِفْتِنَاعُ الشَّيْءِ بِمُحْكَمِ الْعَادَةِ فَقَطْ”

(کسی شے کا صرف حکم عادت کے ساتھ ممتنع ہونا امتناع عادی کہلاتا ہے)
 امتناع کی مذکورہ دونوں قسمیں حکم کے اعتبار سے مساوی ہیں کیونکہ امتناع عادی امتناع حقیقی کی مثل ہوتا ہے۔

مثالیں:

- ۱۔ ایسا شخص جس کی غربت و افلاس کا شہرہ عام ہو ہر خاص و عام اس کی مالی حیثیت سے واقف ہو، اگر اس نے کسی دوسرے کے خلاف یہ دعویٰ کر دیا کہ اس نے فلاں کو اتنے ہزار روپے بیکشت قرض دیا ہے، تو اس کا یہ دعویٰ عادی ممتنع ہوگا۔ کیونکہ وہ اپنے افلاس اور فقر کے سبب اتنی رقم قرض دینے کی اہلیت ہی نہیں رکھتا، اس لئے اس کا یہ دعویٰ قابل سماع نہیں ہوگا۔ جیسا کہ حقیقتاً ممتنع دعویٰ قابل سماعت نہیں ہوتا۔ بشرطیکہ اس دوران اسے نہ تو کسی کی میراث سے مال ملا ہو اور نہ ہی کسی اور ذریعہ سے اس کے پاس مال پہنچا ہو۔ اگر اسے مال موصول ہونے کا کوئی ذریعہ بھی معلوم ہو جائے تو پھر اس کا دعویٰ سنا جائے گا۔ (درمختار)
- ۲۔ ایسا دعویٰ جس کے حق میں ایک جم غیر شہادت دے رہا ہو تو اسے رد کرنا عادی ممتنع ہوتا ہے۔ لہذا ایسی متواتر شہادت کے خلاف کوئی شہادت قابل تسلیم نہیں ہوگی۔
- ۳۔ شادی کے وقت بچیوں کو دیا جانے والا جہیز واپس لوٹانا عادی ممتنع ہے۔ لہذا اس کے بارے میں کسی کا دعویٰ تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

قاعدہ نمبر ۶۰:

“الْقَدِيمُ يُتْرَكُ عَلَى قَدَمِهِ”

(قدیم (پرانی چیز) کو اپنے قدم پر ہی چھوڑ جائے گا۔)

قدیم کی تعریف:

“الْقَدِيمُ هُوَ الَّذِي لَا يُوجَدُ مَنْ يَعْرِفُ أَوَّلَهُ”

(قدیم وہ ہوتا ہے جس کی ابتداء کو پہچاننے والا نہ پایا جاتا ہو۔)

مثالیں:

- ۱۔ اگر ایک گھر کا بارش کا پانی ساتھ والے گھر سے بہہ کر باہر جاتا ہو اور پانی کی یہ گزرگاہ اتنی قدیم

ہو کہ وہاں رہنے والے بھی آگاہ نہ ہوں کہ کب سے یہ پانی اس جگہ سے گزر کر جاتا ہے، تو پھر پڑوسی کیلئے اسے روکنے کا اختیار نہیں بلکہ اسے اپنی سابقہ حالت پر ہی برقرار رکھا جائیگا۔ کیونکہ:

”يَجِبُ تَرْكُ الْقَدِيمِ عَلَى قَدِيمِهِ“

(قدیم کو اپنے قدم پر برقرار رکھنا واجب ہوتا ہے)۔

۲۔ اگر کسی مکان کا میزاب (پرناہ) کسی خاص راستے میں نصب ہو اگر وہ قدیمی ہے تو اسے رہنے دیا جائے گا اور اگر نیا لگایا گیا ہو تو اسے اکھیڑنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے، اور اگر اس کی حالت مجہول ہو یعنی اس کے قدیمی یا نیا ہونے کا علم نہ ہو تو پھر اگر وہ شارع عام میں نصب ہے تو امام وقت اسے اکھیڑنے پر مجبور کر سکتا ہے، اور اگر شارع عام میں نہیں تو اسے اکھیڑنے کی کسی کے لئے اجازت نہیں۔ (رد المحتار)

۳۔ اگر کسی آدمی کے دو مکان ہوں ایک کا پانی دوسرے کی حدود سے گزر کر جاتا ہو۔ پھر اس نے وہ دوسرا مکان فروخت کر دیا اور بعد میں مشتری نے بائع کو پانی کی سمت بدلنے کو کہا تو اس میں فقہ ابو الیث کا قول یہ ہے کہ اگر پانی کی وہ گزرگاہ قدیمی ہو تو اسے اپنی حالت پر باقی رکھا جائے گا بشرطیکہ مشتری نے بیع کے وقت اسے بدلنے کی شرط نہ لگائی ہو بصورت دیگر اسے تبدیل کر دیا جائے گا۔

۴۔ اگر پڑوسی کے ساتھ ملحقہ دیوار میں دراڑیں پڑ جائیں یا اس کا کچھ حصہ اس کے صحن میں گر جائے اور پڑوسی کے گھر داخل ہوئے بغیر اس کی مرمت ممکن نہ ہو اور پڑوسی گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے رہا ہو تو دیوار کو اپنے قدیمی محل پر برقرار رکھنے کے لئے اس کی ضد مانع نہیں ہو سکتی بلکہ اسے بالجبر ایسا کہنا درست ہے کہ یا دیوار کی مرمت کرا دیا پھر گھر میں داخل ہونے کی اجازت فراہم کر دو۔

قاعدہ نمبر ۶۱:

”الْوَصْفُ فِي الْحَاضِرِ لَعَوٌّ وَ فِي الْغَائِبِ مُعْتَبَرٌ“

(حاضر شے میں وصف لعو ہوتا ہے اور غائب میں معتبر ہوتا ہے)۔

وہ عقود جن کی تعریف ”مُبَادَلَةُ الْمَالِ بِالْمَالِ“ (مال کا تبادلہ مال کے عوض کرنا) کی گئی

کرتے ہوئے بکری کی بیع صحیح ہوگی۔

اور اگر بیع مشار الیہ نہ ہو بلکہ اس کی پہچان صرف تسمیہ اور وصف بیان کرنے سے ممکن ہو تو اس صورت میں وصف کا اعتبار ہوگا۔

مثالیں:

۱۔ مثلاً اگر کسی نے ایسے گھوڑے کی بیع کی جو مجلس عقد میں موجود نہیں تھا اور بیع کے وقت اس کا رنگ سرخ بیان کیا جبکہ فی الحقیقت اس کا رنگ سیاہ نکلا تو یہ بیع منعقد نہیں ہوگی کیونکہ جس وصف کے ساتھ بیع کی گئی تھی وہ ثابت نہیں ہوا۔ لیکن اس میں صحیح قول یہ ہے کہ یہ بیع منعقد تو ہو جائے گی مگر لازم نہیں ہوگی بلکہ مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اسے لے لے اور اگر چاہے تو نہ لے۔

۲۔ اگر رات کے وقت کسی نے گھینہ بیچا اور کہا یہ یا قوت احمر ہے لیکن جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا یہ تو یا قوت اصفر (پیلے رنگ کا یا قوت) ہے تو بیع صحیح ہوگی مگر مشتری کو اختیار ہوگا خیار کی یہ قسم خیار وصف کہلاتی ہے۔

قاعدہ نمبر ۶۲:

”تَبْدُلُ سَبَبِ الْمِلْكِ قَائِمٌ مَقَامَ تَبْدُلِ الذَّاتِ“

(سبب ملکیت کا تبدیل ہونا ذات کے تبدیل ہونے کے قائم مقام ہوتا ہے)

مثالیں:

۱۔ اگر کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اپنے باپ کی میراث کا مالک ہے مگر جب اپنے دعویٰ پر بیٹہ پیش کئے تو انہوں نے شہادت یہ دی کہ یہ ماں کی جانب سے اس کا وارث ہے تو یہ شہادت دعویٰ کے ثبوت کے لئے قابل تسلیم نہیں ہوگی کیونکہ دعویٰ اور شہادت باہم موافق نہیں تو چونکہ شہادت نے سبب ملکیت تبدیل کر دیا ہے، اور یہ ذات ملکیت کے تبدیل ہونے کے قائم مقام ہوتا ہے اس لئے بنیادی دعویٰ باطل ہو جائے گا۔

۲۔ اگر موہوب لہ کے پاس موہوبہ شے تبدیل ہو جائے تو واہب کے لئے ہبہ سے رجوع کا حق

باطل ہو جاتا ہے اسی طرح اگر موہوب لہ نے کسی بھی سبب موہوبہ شے کو اپنی ملکیت سے نکال دیا تو پھر واہب کے لئے رجوع کرنے کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے زمین ہبہ کی تو موہوب لہ نے اس میں مکان تعمیر کر لئے یا درخت لگا دیئے تو واہب کے لئے رجوع کا حق ساقط ہو جاتا ہے جیسا کہ ”الجوهرة النيرة“ میں موجود ہے:

”فَإِنْ وَهَبَ لِأَخْرَ أَرْضًا بَيْضًا فَانْتَبَتْ فِي نَاحِيَةٍ مِنْهَا نَخْلًا أَوْ بَنَى فِيهَا بِنَاءً فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ فِي شَيْءٍ مِنْهَا لِأَنَّ هَذِهِ زِيَادَةٌ مُتَّصِلَةٌ“
(الجوهرة النيرة، ج ۲، ص ۱۵)

(اگر کسی نے دوسرے کو سفید (خالی) زمین ہبہ کی پھر اس نے اس میں کھجوروں کے درخت اگائے یا گھر تعمیر کر لیا تو اس کے لئے کسی بھی شے میں رجوع کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ متصل زیادتی ہے)۔

یا کسی نے کمزور جانور ہبہ کیا اور وہ موہوب لہ کی خدمت اور حفاظت کے سبب توانا اور موٹا تازہ ہو گیا یا کپڑا ہبہ کیا اور اس نے قمیص وغیرہ بخالی یا گندم ہبہ کی اور اس نے اسے آٹا بنا دیا تو ان تمام صورتوں میں ہبہ سے رجوع کا حق ساقط ہو جاتا ہے جیسا کہ ”الجوهرة“ میں ہے:

”إِنْ كَانَتْ دَارًا فَبَنَى فِيهَا أَوْ حَفَرَ فِيهَا بِنَاءً أَوْ قَوَّبًا فَصَبَغَهُ بِعَصْفَرٍ أَوْ قَطَعَهُ وَخَطَطَهُ قَبِيضًا فَإِنْ فِي جَمِيعِ ذَلِكَ لَا رَجُوعَ لَهُ“
(الجوهرة النيرة، ج ۲، ص ۱۳)

(اگر موہوبہ شے دار ہو اور موہوب لہ اس میں مکان بنالے یا اس میں کنواں کھودے یا کپڑا ہو وہ اسے رنگ دے یا اسے کاٹ کر قمیص بنا لے تو ان تمام صورتوں میں واہب کے لئے رجوع کا حق باقی نہیں رہے گا)۔

تو اس کی علت یہ ہے کہ سبب ملکیت بدلنے سے ذات ملکیت بدل جاتی ہے۔ چونکہ موہوب لہ کے پاس ان تمام اشیاء کی ہیئت بدل چکی ہے اس لئے اب واہب ان کا مالک نہیں بن سکتا۔

سند کی تبدیلی سبب کی تبدیلی کے قائم مقام ہوتی ہے۔ مثلاً ایک آدمی نے ہزار روپے قرض کا اقرار کیا اور اس کے ساتھ ساتھ بیع کی قیمت میں سے ایک ہزار کے واجب الادا ہونے کا بھی اقرار کیا تو مجموعی طور پر اس کے ذمہ دو ہزار روپے لازم ہوں گے اسی طرح اگر دو سندوں میں ایک

ایک ہزار روپے درج ہوں مگر ان کا سبب درج نہ ہو اور دونوں کا اعتراف کیا ہے اس لئے مجموعی طور پر دو ہزار روپے واجب الادا ہوں گے اور اس کے مقابلہ میں اس کا یہ قول قابل تسلیم نہیں ہوگا کہ اس کے ذمہ صرف ایک ہزار روپیہ واجب الادا ہے اور دوسری سند میں درج شدہ رقم زائد ہے۔ کیونکہ سند کا تبدیل ہونا ہی سب کی تبدیلی کے قائم مقام ہوتا ہے۔ (الاشباہ والنظائر)

قاعدہ نمبر ۶۳:

”مَنْ سَعَى فِي نَقْضِ مَا تَمَّ مِنْ جِهَتِهِ فَسَعْيُهُ مَرْدُودٌ عَلَيْهِ“

(جس نے اس عقد کو توڑنے کی کوشش کی جو اس کی اپنی جانب سے مکمل

ہوئی تو اس کی وہ کوشش رد کر دی جائے گی)۔

یعنی اگر ایک آدمی خود ہی کسی عقد کے مکمل ہونے کا سبب بنا ہو اور پھر عقد کی تکمیل کے بعد وہ خود ہی اسے توڑنے کے درپے ہو جائے تو اس کی وہ کوشش سنی لا حاصل ثابت ہوگی اور قطعاً اس عقد کے خلاف اس کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

مثالیں:

۱۔ کسی نے اپنی زمین فروخت کرنے کے لئے دوسرے کو وکیل مقرر کیا اور اس نے زمین بیچ دی مگر بیچ کی تکمیل کے بعد وکیل نے بنفسہ اس پر دعویٰ شفعہ دائر کر دیا تو اس کا یہ دعویٰ قطعاً قابل تسلیم نہیں ہوگا کیونکہ اس کے ساتھ اس نے وہ عقد توڑنے کی کوشش کی ہے جس کی تکمیل اس نے بذات خود کی ہے۔ اس لئے اس کا دعویٰ مردود ہوگا۔ جیسا کہ حاشیہ کنز میں موجود ہے:

”لَا شُفْعَةَ لِلَّذِي بَاعَ بِالْوَكَالَةِ بَانَ كَمَا كَانَ الشَّفِيعُ وَكَيْلًا لِبَائِعِ الدَّارِ

الْمَشْفُوعَةِ لِأَنَّهُ مُؤَكَّلٌ بِاتِّمَامِ الْبَيْعِ وَفِي أَعْيُنِهِ بِالشَّفْعَةِ نَقْضُ مَا

وَيُكَلِّ بِاتِّمَامِهِ“ (کنز الدقائق، ص ۴۰۵)

۲۔ کسی نے مکان خریدا اور قیمت ادا کرنے کے لئے کسی دوسرے کو اپنا ضامن بنایا عقد مکمل ہونے کے بعد اگر ضامن نے اس کے خلاف شفعہ کا دعویٰ کر دیا تو اس کا دعویٰ باطل ہوگا کیونکہ اس عقد کی تکمیل اسی کے سبب ہوئی گویا مشتری کی ضمانت اٹھا کر اس نے بنفسہ اس کے لئے مکان حاصل کیا ہے جیسا کہ حاشیہ کنز میں ہے: